یمن میں اشاعت اسلام کی ابتدا
رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات کی روشنی میں

از جناب ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی
پروفیسر شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی

یمن کو سرزمین عرب کے دیگر علاقوں کے مقابلہ میں ہمیشہ سے ایک امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے یہ اپنی خوشحالی شادابی، زرخیزی اور منظم و مستحکم نظام حکمرانی کی وجہ سے مشہور رہا ہے، بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے، کہ ایک زمانہ میں اہل یمن نے اتنی ترقی کرلی تھی کہ ان کا اقتدار ایران تک وسیع ہوگیا تھا، بلکہ سمرقند کی وجہ تسمیہ ہی یہ بیان کیجاتی ہے کہ یمن کے بادشاہ شمر نے اسے کھدوا کر برباد کردیا تھا اس لیے اسے ایرانی سمرکند کہنے لگے، جو بعد میں معرب ہوکر سمرقند بن گیا(۱)۔

خود قرآن مجید نے یمن کی متعدد تہذیبوں کا ذکر کیا ہے مملکت سبا اور تبابعہ کا ذکر قرآن مجید میں متعدد جگہ آیا ہے، یمن میں معینی، سبائی، حمیری سلطنتیں قائم ہوئیں، جو دنیاوی ترقی کے اعتبار سے انتہائی ترقی یافتہ تہذیبوں میں شمار کی جاتی تھیں لیکن قوموں کے عروج وزوال کے قانون کے تحت آج یہ تہذیبیں صفحہ ہستی سے سے نابود ہیں اور اہل بصیرت کے لیے سامان عبرت ہیں۔

یمن کے حدود اربعہ:

قدیم یمن کے حدود اربعہ کے بارے میں عرب اور یونانی ولاطینی جغرافیہ دانوں کی آراء میں

خاصا اختلاف ہے۔

یونانی ولاطینی جغرافیہ دان سرزمین عرب کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کرکے ان کے درج ذیل نام تجویز کرتے ہیں:ا۔العربیۃ السعیدۃ۔ ۲۔العربیۃ الصحراویۃ۔۳۔ العربیۃ الحجریۃ۔

العربیۃ السعیدۃ کو وہ یمن کا نام دیتے ہیں اور حد بندی کرتے ہوئے اس کی سرحد مشرق میں خلیج عجم، مغرب میں بحر احمر، شمال میں صحرائے شام، وعراق اور جنوب میں بحر احمر بیان کرتے ہیں(۲)۔

العربیہ الصحراویہ سے مراد ان کی شام وعراق کا درمیانی علاقہ ہے۔اورالعربیہ الحجریہ سے مراد جزیرہ نما سینائی ہے۔

اس سے بالمقابل عرب جغرافیہ دانوں نے جزیرۃ العرب کے حدود اربعہ بیان کرتے ہوئے یونانیوں کے صحرائے اور حجری عربیہ کو عرب سے خارج شمار کیا ہے۔ اور جزیرۃ العرب کو درج ذیل پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے:(۱) حجاز(۲) نجد(۳) تہامہ(۴) یمن(۵) عروض۔

حدود یمن:

سرزمین یمن کے حدود کیا تھے اس بارے میں عرب جغرافیہ دانوں سے مختلف آراء منقول ہیں:

علامہ اصمعی یمن کے حدود اربعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یمن اور وہ علاقہ جن پر یہ مشتمل ہے۔عرب سے نجران تک پھیلا ہوا ہے،اور پھر بحر عرب سے مڑتے ہوئے عدن،شجر اور عمان کو طے کرتے ہوئے یمونہ پر جا کر ختم ہوتا ہے(۳)۔

تاریخ یعقوبی میں یمن کے بارے میں کہا گیا ہے، کہ اس سے مراد جزیرۃ العرب کا جنوبی مشرقی حصہ ہے جو چوراسی مخالیف(۴) پر مشتمل تھا(۵)۔

اسی طرح علامہ زبیدی مراصد الاطلاع کے حوالہ سے ناقل ہیں، کہ یمن تین ولایات پر مشتمل ہی چند اور اس کے مخالیف صنعاء اور اس کے مخالیف حضرموت اور اس کے مخالیف (٦)۔

یمن کی وجہ تسمیہ:

یمن کو یمن کیوں کہا جاتا ہے اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی جانب یہ قول منسوب ہے، عرب متفرق علاقوں میں بٹ گئے، ان میں جو دائیں طرف گئے ان کے علاقہ کو یمن کے نام موسوم کیا جانے لگا۔(۷)۔

ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب مکہ میں کثرت آبادی کی وجہ سے رہنا دوبھر ہوگیا تو لوگوں نے وہاں سے نقل مکانی شروع کی، ان میں جو لوگ دائیں جانب گئے ان کے علاقہ کو یمن کہا جانے لگا۔

یمن کا نظام حکومت:

جزیرۃ العرب کے دیگر علاقوں کے مقابلے میں یمن کا نظام حکومت انتہائی منظم اور مربوط تھا، آج کل کے قصبوں، ضلعوں اور صوبوں کی طرح یمن کے علاقوں کو بھی مختلف حصوں میں تقسیم کرکے ان کے جداگانہ نام رکھے جاتے تھے، وہاں کی سب سے چھوٹی اکائی محفد کھلاتی تھی جو عموماً قلعہ کی صورت میں تعمیر کی جاتی تھی اور اس قلعہ کے اردگرد چھوٹے چھوٹے گاؤں اور زرعی آراضی پھیلی ہوئی ہوتی تھی، محفد سے بڑا قصر کہلاتا تھا، قصر کی صورت ایسی بستیوں کی تھی جہاں فوجی چھاؤنیاں اور قلعے بڑی تعداد میں تعمیر کئے جاتے تھے۔ ان میں قلعہ دار اقامت گزیں ہوتا تھا، محفد اور قصر کے نگراں کو ذو کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، اور جس قلعہ میں اس کی رہائش ہوتی اسے کے نام سے اس کی نسبت کی جاتی تھی، جیسے ذوہمدان، ذومعافر وغیرہ۔

بسا اوقات چند مخافد کو ملا کر ایک امیر کی زیر تولیت دے دیا جاتا، اور اس کا نام مخلاف رکھا جاتا، ایسے علاقوں کے حاکم کو قیل کا لقب دیا جاتا، جس کی جمع اقیال اور اقوال دونوں آتی ہیں یہ سارے اقیال ایک مرکزی فرمانرو کے تحت ہوتے تھے، اس مرکزی فرمانروا کا بھی ایک بڑا قلعہ ہوتا تھا (۸)۔

آنحضرت ﷺ کے عہد مسعود تک اذ داور اقیال کا یہ نظام بدستور موجود تھا، البتہ آپکی ولادت سے تقریبا ۵۰ برس قبل سنہ ۵۲۵ ھ میں یمنیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تھا، اور حبشہ کے عیسائیوں نے یمن پر قبضہ کر لیا تھا، اور یہی وہ دور ہے جب وہاں عیسائیت کو فروغ حاصل ہوا، آنحضرت ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد یمن کے مشہور حمیری خاندان کے ایک فرد سیف بن ذی یزن نے ایرانیوں کی مدد سے اپنا اقتدار دوبارہ بحال کر لیا (۹) اور اس کے نتیجہ میں اہل یمن فارس کے بادشاہ کسری کے باجگزار ہو گئے، اور یمن کی نگرانی کے لیے ایرانی گورنر نامزد کئے جانے لگے، لیکن سیف بن ذی یزن کا اقتدار بھی زیادہ عرصہ نہ چل سکا اور ولادت نبوی ﷺ کے کچھ ہی عرصہ بعد خاندان حمیر کی مرکزی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، اور یمن طوائف الملو کی کا شکار ہو کر مختلف علاقوں میں تقسیم ہو گیا اور سیاسی قوت درج ذیل چار عناصر میں بٹ گئی۔

۱۔ ایرانی گورنر اور ان کے ذیلی حکام جن کو امناء کہا جاتا تھا۔

۲۔ مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے اذوار اور اقیال جو اپنے قبیلوں اور علاقوں میں اثر ونفوذ رکھتے تھے۔

۳۔ عیسائی پادری اور راہب جو نصرانیت کے پھیل جانے کے سبب خاص امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔

۴۔ سرداران قبائل جن کا اپنے قبیلوں میں اقتدار تھا۔

آنحضرت ﷺ نے دعوت اسلامی کے توسیعی مرحلہ میں جب عرب کے دیگر علاقوں میں وفود اور سفراء بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا تو یمن کے مذکورہ چار عناصر سے علیحدہ علیحدہ رابطہ قائم کیا، اور ان

میں سے ہر گروہ کو بذریعہ خطوط، سفراء اور دیگر ذرائع سے اسلام کی دعوت پہنچائی جس کی تفصیل آپ آگے پڑھیں گے۔

یمن میں اشاعت اسلام

جہاں تک یمن میں دعوت اسلامی کا تعلق ہے تو اس کا آغاز آنحضرت ﷺ کی بعثت کے متصل ہی ہو گیا تھا، اہل یمن میں اللہ تبارک وتعالی نے غیر معمولی حکمت اور صلاحیت ودیعت فرمائی تھی، آنحضرت ﷺ نے انکی دانائی حکمت اور ایمان کی تعریف فرمائی ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے اہل یمن کی تعریف وتوصیف میں یہ حدیث مروی ہے:

حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، یہ نرم دل اور نرم خو ہیں اور ایمان تو اہل یمن کا ہے، اور حکمت اور دانائی یمن کا وصف ہے(۱۰)۔

حنفیت، عیسائیت اور یہودیت کے سبب وہ نظام وحی واصلاح سے نہ صرف آشنا تھے، بلکہ ایک نبی موعود کے منتظر بھی تھے، چنانچہ علامہ ابن کثیر نے ابو بکر محمد بن جعفر بن سہل الخرائطی کی کتاب ھواتف الجان کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ سیف بن ذی یزن نے جب حبشیوں پر فتح پائی تو قریش کا ایک وفد جس میں آنحضرت ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب بھی شامل تھے، مبارک باد کے لئے یمن روانہ ہوا، اس موقع پر سیف بن ذی یزن نے حضرت عبدالمطلب کو آنحضرت ﷺ کی بعثت کی بشارت دی تھی (۱۱)۔

یمن میں جو قبائل آباد تھے، ان میں ازد حمیر، کندہ، مذحج، بنو حارث، دوس اشعر، اور ہمدان خاص طور پر قابل ذکر ہیں، خود آنحضرت ﷺ سے جب ایک مرتبہ سبا کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ سبا کیا ہے کسی سرزمین کا نام ہے یا کسی عورت کا، آپ نے فرمایا نہ تو یہ کسی سرزمین کا نام ہے، اور نہ ہی کسی عورت کا، بلکہ وہ عرب کا ایک شخص تھا جس کے دس لڑکے ہوئے، ان میں چھ یمن میں رہ گئے اور چار شامی ہوگئے، جو شام چلے گئے ان کے نام الخم، جذام، غسان اور عاملہ ہیں، اور جو یمن میں رہے، ان میں ازد، اشعری، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار ہیں، اس شخص نے پوچھا یارسول اللہ! نماز کون ہیں، آپ نے فرمایا وہ لوگ جن میں خثعم اور بجیلہ میں (۱۲)۔

مکہ مکرمہ شروع سے اہل عرب کا روحانی وتجارتی مرکز رہا ہے، کعبۃ اللہ کی وجہ سے وہ مرجع خلائق تھا، اشہر حرام میں حج اور دیگر مقاصد کے لیے اطراف عرب سے قافلے درقافلے مکہ مکرمہ آتے، ان میں یمن کے متعدد قافلے بھی شامل ہوتے، آنحضرت ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ اس موقع پر ایک ایک قبیلہ کے پاس بنفس نفیس تشریف لے جاتے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے، علامہ ابن سعد نے تحریر کیا ہے کہ بعثت نبوی ﷺ کے چوتھے سال سے ہی آپ عکاظ، مجنہ، ذوالمجاز اور منی وغیرہ میں تشریف لے جاتے، اور وہاں مختلف قبائل کے وفود سے ملاقات کرکے ان تک اسلام کا پیغام پہنچاتے (۱۳)، آپ کا یہ معمول ہجرت مدینہ تک جاری رہا، اور آپ کی ان کوششوں کے نتیجہ میں یمن کے متعدد افراد نے مکہ میں اسلام قبول کیا، ان میں حضرت ابوموسی الاشعریؓ (۱۴)، حضرت عمار بن یاسرؓ (۱۵)، اور حضرت طفیل بن عمرو دوسی (۱۶) خاص طور پر قابل ذکر ہیں، حضرت طفیل بن عمیر دوسی کا شمار عرب کے مشہور شعراء میں تھا، قریش کی پوری کوشش رہی کہ آنحضرت ﷺ کا ان سے اتصال نہ ہونے پائے لیکن ان کی تدبیریں ناکام ہوئیں، اور یہ نور ہدایت سے سرفراز ہوکر اپنے قبیلہ میں واپس ہوئے۔

صلح حدیبیہ کے بعد جب آنحضرت ﷺ کو اہل مکہ سے فراغت ہوئی تو آپ نے ماہ ذی الحجہ سنہ ۶ ھجری میں مختلف سلاطین کو اسلام کی دعوت کے خطوط روانہ فرمائے، اسی ذیل میں ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو بھی حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی کے ہاتھ ایک خط ارسال کیا، جسے اس نے اپنی

توہین گردانتے ہوئے چاک کر دیا، اور یمن میں متعین اپنے گورنر باذان ابن ساسان بن بلاش کو حکم دیا کہ اس مدعی نبوت کے حالات معلوم کرنے کے لیے دو آدمی مدینہ روانہ کئے جائیں، چنانچہ اس کی تفصیلات تحریر کرتے ہوئے علامہ ابن سعد رقمطراز ہیں:

کسریٰ نے اپنے یمن کے عامل باذان کو لکھا کہ اپنے ہاں سے دو مضبوط آدمی اس شخص کے حالات معلوم کرنے کے لیے حجاز بھیجے جائیں، جو اس کی خبر لے کر آئیں، چنانچہ باذان نے قہرمان اور ایک شخص کو ایک خط دیکر بھیجا، یہ دونوں مدینہ آئے اور باذان کا خط نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، حضور ﷺ مسکرائے اور ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی، اس وقت مارے رعب کے ان کے شانے لرز رہے تھے، فرمایا کہ آج تو تم لوٹ جاؤ کل آنا ہے میں تمہیں اپنے ارادہ سے مطلع کروں گا، چنانچہ یہ دوسرے دن حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا اپنے مالک کو جا کر بتادو کہ میرے رب نے تمہارے آقا کسریٰ کو اس شب سات گھڑی قبل ہلاک کر دیا ہے، اور یہ منگل ۱۰ جمادی الاولی ۷ھ کا واقعہ ہے، اور اللہ تبارک وتعالی نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا ہے، جس نے اسکو قتل کر دیا، چنانچہ یہ دونوں باذان کے پاس واپس لوٹ گئے، اور وہ مع دیگر فرزندان یمن کے اسلام لے آیا (۱۷)۔

اس طرح اس سفارت سے یہ بدنصیب خسرو تو کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا بلکہ نامہ مبارک چاک کر کے وہ قہر الہی کا مستحق ہوا، لیکن یہ مکتوب یمن کے ایرانی گورنر اور دیگر حکام کے لیے دعوت اسلامی کا ایک ذریعہ بن گیا، اور وہ اپنے سفراء کی زبانی آنحضرت ﷺ کے حالات اور آپ ﷺ کی پیشگوئی سن کر اسلام لے آئے۔

حضور ﷺ نے باذان بن ساسان بن بلاش کو یمن کی گورنری کے منصب پر بدستور بحال رکھا، اس طرح عجمی حکمرانوں میں ان کو پہلے مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہوا، ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شہر بن باذان صنعاء اور یمن کے دیگر اضلاع کے گورنر مقرر رہوئے (۱۸)۔

شاہان حمیر کا قبول اسلام

آنحضرت ﷺ کی ولادت کے دوسال بعد ہی شاہان حمیر نے یمن سے حبشیوں کو نکال باہر کیا تھا، اور فارس کے بادشاہ خسرو کی مدد سے اپنی حکومت دوبارہ قائم کرلی تھی، اس سلسلہ کا آخری تاجدار سیف بن ذی یزن تھا، لیکن سیف کا اقتدار بھی زیادہ عرصہ نہیں چل سکا، اور وہ حبشی خادموں کے ہاتھوں مارا گیا، اس کی موت کے ساتھ ہی خاندان حمیر کی مرکزی بادشاہت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوگیا، اور وہاں کسی ایک فرمانروا کی حکمرانی قائم نہ رہی ہر علاقے کے حمیری حکمراں اور ازواء واقیال نے خودمختاری کا دعوی کر کے اپنا اثر ورسوخ قائم کرلیا، اوراس طرح طوائف الملوکی کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا (۱۹)۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے جب دعوت اسلامی کے سلسلہ میں خطوط ارسال فرمائے تو ملوک حمیر کے نام بھی متعدد خطوط بھیجے ان میں درج ذیل ملوک حمیر اور قبائل خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

۱۔ حارث مسروح نعیم بن عبدکلال، ان سب کو ایک خط تحریر کیا گیا (۲۰)۔

۲۔ زرعہ بن سیف ذی یزن (۲۱)۔

۳۔ عبدالعزیز بن سیف ذی یزن (۲۲)۔

۴۔ شرحبیل بن عبدکلال (۲۳)۔

۵۔ مالک ذی یزن (۲۴)۔

۶۔ عریب بن عبدکلال الحمیری (۲۵)۔

۷۔ عمیر ذومران (۲۶)۔

۸۔ نعمان قیل ذی رعین (۲۷)۔

۹۔ حجر ذی اعین (۲۸)۔

۱۰۔ بنوعمرو بن حمیر (۲۹)۔

۱۱۔ قہد۔ حمیر کا ایک قبیلہ

۱۲۔ حوشب بن طغیہ او طحہ الحمیر ی المعروف بذی ظلع (۳۰)۔

۱۳۔ ذوالکلاع بن ناکور بن حبیب بن حسان بن تبع (۳۱)۔

اس فہرست میں جن ملوک حمیر کے خطوط کتب تاریخ وسیر میں موجود ہیں، ان میں نمایاں ترین افراد حضرت حارثؓ، حضرت مسروحؓ، حضرت نعیمؓ بن عبد کلال ہیں، آنحضرت ﷺ نے دعوت اسلامی کے سلسلہ میں ان پر خصوصی توجہ مرحمت فرمائی تھی، اور سفیر دربار نبوی ﷺ حضرت عیاشؓ بن ربیعہ کے ذریعہ بطور خاص ایک خط ان کے نام ارسال فریا تھا، جس کا متن درج ذیل ہے:

الی الحارث ومسروح ونعیم ابن عبد کلال من حمیر سلم انتم ما امنتم بالله ورسوله وان الله وحده لاشريك له بعث موسى باياته وخلق عيسى بكلمته قالت اليهود عزيرابن الله، وقالت النصارى اله ثالث ثلاثه عيسى ابن الله (۳۲)۔

حارث مسروح، نعیم بن عبد کلال شاہان حمیر کے نام، تم سلامت رہو جب تک تمھارا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہو، اللہ وحدہ لاشریک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات کے ساتھ مبعوث کیا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا، یہود نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا، اور نصاریٰ کہنے لگے کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے، اور حضرت عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کو ان حضرات کی سلامت روی پر پورا اطمئنان تھا اس لیے آپ نے ان کو نہایت حکمت کے ساتھ اسلام کی تلقین فرمائی، اور نصرانیت و یہودیت، تثلیث اور انیست کی جو خرابی ان میں در آئی تھی، اس کی صاف وضاحت فرمادی۔

پھر دیگر سفراء کے برعکس حضرت عیاش بن ربیعہؓ کو سرزمین حمیر میں داخلہ اور سفارت کے خصوصی آداب سکھائے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ ان کی سرزمین میں رات کو داخل نہ ہوں۔

۲۔خوب اچھی طرح پاک صاف ہوکر جائیں۔
۳۔دورکعت نماز پڑھکر اللہ تعالی سے کامیابی کی دعا کریں۔
۴۔اعوذ باللہ کا ورد کرتے ہوئے آپ کا والا نامہ دائیں ہاتھ میں لیکر دائیں ہاتھ سے ان کے دائیں ہاتھ میں دیں۔
۵۔سورہ بینہ پڑھ کرسنائیں (۳۳)۔

اس کے علاوہ بھی دیگر ہدایات دی گئیں، ان حضرات نے آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے فورا اسلام قبول کرلیا، اوراس سلسلہ میں ایک عہد نامہ تحریر کروا کر حضرت مالکؓ بن مرارہ الرہادی کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ارسال کیا آپ نے ان کے سفیر کا غایت درجہ اکرام کیا، اور حضرت بلالؓ کو خصوصی طور پر ان کی ضیافت پر مامور فرمایا۔ چنانچہ علامہ ابن سعد لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سفیر ملوک حمیر مالک بن مرارہ رہادی ان کا خط اوران کے اسلام لانے کی اطلاع لیکر حاضر ہوئے یہ واقعہ ۹ رمضان کا ہے، آپ ﷺ نے حضرت بلال کو ان کی ضیافت اور اکرام پر مامور کیا (۳۴)۔

علاوہ ازیں جیسا کہ ہم نے سابق میں تحریر کیا ہے، حضور اقدس ﷺ نے نعمان قیل ذی رعین ومعافر وہمدان اور زرعہ ذی یزن کے نام بھی مکاتیب ارسال فرمائے تھے جس میں ان کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی، ان حضرات نے بھی حضرت مالکؓ بن مرارہ الرہادی کے ذریعہ اپنے اسلام لانے کی اطلاع حضور ﷺ کو بھجوائی تھی، چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے ان سب کے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد مزید تعلیمات اسلامی سے آگاہی اور جزیہ وزکوۃ کی وصول یابی کے لیے ایک وفد تشکیل دے کر ان کی طرف روانہ کیا، اس وفد کا امیر حضرت معاذ بن جبلؓ کو مقرر کیا، مزید ارکان میں حضرت عبداللہ بن زید، مالک بن عبادہ، عقبہؓ بن نمر، مالک بن مرہؓ، اور دیگر افراد تھے، اس وفد کے ہمراہ آنحضرت ﷺ نے ایک مکتوب گرامی بھی ارسال فرمایا، جس میں زکوۃ جزیہ اور دیگر امور کے بارے میں تفصیلی

احکام تھے، نیز حضرت زرعہ بن سیف ؓ ذی یزن کو اس خط کے ذریعہ خصوصی تاکید کی گئی کہ وہ جزیہ وزکوۃ کی وصولی کے سلسلہ میں اس وفد سے پورا پورا تعاون کریں اس مکتوب کا کچھ حصہ علامہ ابن سعد نے نقل کیا ہے جو درج ذیل ہے:

کتب رسول الله ﷺ الی الحارث بن عبدکلال والی نعیم بن عبدکلال والی النعمان قیل ذی رعین ومعافروهمدان اما بعد فانی احمدالله الذی لااله الاهو امابعد فانه قد وقع بنارسولکم منقلبا من ارض الروم فبلغ ماارسلتم وخبر عما قبلکم وانبانا باسلامکم وقتلکم المشرکین فان الله تبارك تعالی قدهداکم بهداه ان صلحتم واطعتم الله ورسوله واقمتم الصلوة واتیتم الزکوة واعطیتم من المغنم خمس لله وخمس لنبیه وصفیه ومما کتب علی المؤمنین من الصدقة (۳۵)۔

حضور ﷺ نے حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان قیل ذی رعین ومعافر وہمدان کے نام تحریر فرمایا امابعد! میں اس اللہ کے حمد وثنا بیان کرتا ہوں جس کی سوا کوئی معبود نہیں، سرزمین روم سے واپسی کے بعد تمھارا قاصد آیا اور اس نے تمھارا پیغام پہنچایا، اور تمھاری کیفیت سے مطلع کیا اور تمھارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کے قتل کرنے کے بارے میں اطلاع دی، اللہ تعالی نے اپنی خاص ہدایت سے تم کو نوازا ہے، اگر تم راہ راست پر رہے، اور اللہ تعالی اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے رہے اور تم نماز قائم اور زکوۃ ادا کرتے رہے اور اپنے مال غنیمت میں سے اللہ اور اس کے رسول کا خمس پیغمبر کا منتخب کردہ ادا کرتے رہے اور جو کچھ مسلمانوں پر فرض ہے ادا کرتے رہے۔

طبقات ابن سعد کے مطبوعہ نسخہ میں اس مکتوب کا متن اسی قدر منقول ہے اور البدایۃ والنھایۃ میں اس کا متن بتمام وکمال موجود ہے (۳۶)۔

حضور ﷺ کا ملوک حمیر سے مراسلت کا سلسلہ جاری رہتا تھا، اور خاص طور پر جب بھی

کوئی وفد یمن روانہ ہوتا آپ ﷺ ان میں سے کسی نہ کسی کو خط روانہ فرماتے اس سلسلہ کا غالبا آخری اور سب سے زیادہ تفصیلی مکتوب حضرت شرحبیلؓ بن عبد کلال، حارث بن عبد کلال، نعیمؓ بن عبد کلال کے نام شوال یا ذی القعدہ ۱۰ھ میں روانہ کیا گیا، یہ خط حضرت عمرو بن حزمؓ کے ہمراہ اس وقت بھیجا گیا جب ان کو یمن کے مشہور شہر نجران میں قبیلہ بنو حارث بن کعب کا والی اور معلم بنا کر بھیجا گیا تھا۔

اس مکتوب میں فرائض سنن اور دیات وصدقات کے بارے میں تفصیلی احکام تھے (۳۷) نجران میں عرب کا مشہور قبیلہ بنو حارث بن کعب بھی اقامت گزیں تھا، اس قبیلہ کے بعض افراد نے عیسائیت قبول کر لی تھی، اور ان کا ایک مستقل پادری بھی تھا، نجران کے کلیسا کی تعمیر میں ان کا خاصا حصہ تھا۔

ابتدا حضور اقدس ﷺ نے حضرت مغیرۃؓ بن شعبہ کو تبلیغ اسلام کے لیے اساقفہ نجران کے پاس بھیجا لیکن یہ مہم کامیاب نہ ہوسکی، اور نصاریٰ نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا، اور حضرت مغیرہؓ کے سامنے اعتراضات پیش کرنے شروع کر دیے، چنانچہ ترمذی میں حضرت مغیرۃ بن شعبہؓ سے منقول ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے پاس بھیجا تو وہاں کے لوگ مجھ سے کہنے لگے کیا تم قرآن مجید میں یا

اخت ھارون نہیں پڑھتے ہو حالانکہ موسیٰ وعیسیٰ کے درمیان کتنا بڑا فاصلہ ہے، میری سمجھ میں نہیں آیا، اس کا کیا جواب دوں، جب میں حضور ﷺ کے پاس واپس آیا تو میں نے ان کا یہ اعتراض آپ کی خدمت پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ان کو یہ جواب کیوں نہ دیا کہ وہ لوگ انبیاء اور صلحاء کے ناموں پر اپنا نام رکھا کرتے تھے (۳۸)۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اسقف نجران کے نام بطور خاص ایک مکتوب ارسال فرمایا جس کا متن درج ذیل ہے:

باسم اله ابراهيم واسحاق ويعقوب من محمد النبى رسول الله الى

اسقف نجران اسلموا انتم فانی احمد الیکم الله ابراهیم واسحاق ویعقوب اما بعد فانی ادعوکم الی عبادة الله من عبادة العباد وادعوکم الی ولایة الله من ولایة العباد۔ فان ابیتم فالجزیة، فان ابیتم اذنتکم بحرب والسلام (۳۹)۔

بنام خدا اے ابراہیم واسحٰق ویعقوب محمد نبی رسول خدا کی جانب سے نجران کے لاٹ پادری کے نام تم اسلام لے آؤ میں تمھارے سامنے الٰہ ابراہیم واسحٰق ویعقوب کی حمد بیان کرتا ہوں اور حمد کے بعد بندوں کی عبادت سے اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور بندوں کی حکمرانی سے ہٹا کر اللہ کی حکمرانی کی دعوت دیتا ہوں، اگر تم کو یہ منظور نہیں تو جزیہ ادا کرو، اور اگر جزیہ بھی منظور نہیں تو لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ، والسلام۔

اساقفہ یمن کے نام دعوت اسلامی کے خطوط

جہاں تک یمن کے پادریوں اور اساقفہ میں تبلیغ اسلام کا تعلق ہے تو ان کا بڑا مرکز یمن کا مشہور ضلع نجران تھا یمن کے اضلاع میں نجران کو ایک اہم ضلع کی حیثیت حاصل تھی۔ علامہ یاقوت نجران کے بارے میں رقمطراز ہیں:

نجران یمن کے مخالیف میں سے ایک مخلاف ہے جو مکہ کی سمت واقع ہے (۴۰)۔

اصحاب الاخدود کا مشہور واقعہ نجران ہی میں پیش آیا تھا، یہاں نصاری کا ایک عظیم الشان کلیسا تھا جس کو وہ نجران کا کعبہ کہتے تھے، یہ عرب میں عیسائیت کا بہت بڑا مرکز تھا، جسے نجران کے مشہور قبیلہ بنوعبدالمدان نے تعمیر کیا تھا، اور اس کلیسا پر ایک قبہ تین سو کھالوں سے گنبد کی شکل میں بنایا گیا جو شخص اس کی حدود میں آجاتا اسے مامون سمجھا جاتا، مشہور جاہلی شاعر اعشی کے درج ذیل اشعار اسی کلیسا کے بارے میں ہیں:

وکعبة نجران حتم علیك　　　حتی تنافی بابوابها

نزور یزیدا وعبد المسیح وقیاهم خیر اربابها
وشاهدنا الورد والیا سمینا والمسمعات بقصابها
وبربطنا دائم معمل فای الثلاثة ازری بها (۴۱)

اس خط کی وصولیابی کے بعد اہل نجران کے پادریوں اور راہبوں کا ایک وفد مدینہ آیا، آنحضرت ﷺ سے ان لوگوں نے متعدد سوالات کئے جن کا آپ نے مسکت جواب دیا، مگر یہ لوگ اپنی کج بحثی پر قائم رہے، آخر آنحضرت ﷺ نے ان کو مباہلہ کی دعوت دی جس پر یہ ابتداء میں تیار ہو گئے، مگر بعد میں مشورہ کے بعد مباہلہ چھوڑ کر جزیہ پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ نجران کے عاقب اور سید حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ارادہ تھا کہ آپ سے مباہلہ کریں، پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ایسا مت سوچو خدا کی قسم اگر یہ واقعی نبی ہوئے، اور ہم نے ان سے مباہلہ کرلیا تو ہم اور ہمارے بعد آنے والی نسلیں کبھی فلاح نہ پائیں گی، پھر انہوں نے آپ سے عرض کیا ہم آپ کے مطالبات پورے کرنے پر راضی ہیں (۴۲)۔

ان کے جزیہ پر آمادگی کے بعد حضور ﷺ نے ان کو جو وثیقہ تحریر فرما دہ درج ذیل ہے:

هذا ما کتب محمد النبی الامی رسول الله لنجران ان کان علیهم حکمه فی کل ثمرة وفی کل صفراء وبیضاء ورقیق فافضل علیهم وترک ذلك کله علی الفی حلة فی کل رجب الف حلة، وفی کل صفر الف حلة وذکر تمام الشروط (۴۳)۔

یہ وہ تحریر ہے جو محمد نبی رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے لیے تحریر کی کہ یہ ان کے زیر فرمان رہیں گے زمینی پیداوار اور دینار و درہم اور غلاموں کے بارے میں یہ آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل کریں گے آپ نے ان پر مزید احسان فرمایا، اور سب کو چھوڑ کر دو ہزار حلہ پر معاملہ کرلیا، رجب میں

ہزار حلے اور صفر میں ہزار حلے، اور اس قسم کی تمام شرائط ذکر کردیں۔

اس مکتوب کے علاوہ حضور اقدس ﷺ نے اساقفہ کاہنوں اور راہبوں کے لیے ایک اور مکتوب بھی تحریر کروایا تھا اس مکتوب کا متن درج ذیل ہے:

'وكتب رسول الله ﷺ لاسقف بني الحارث بن كعب واساقفة نجران وكهنتهم ومن تبعهم ورهبانهم ان لهم على ما تحت ايديهم من قليل وكثير ومن بيعهم وصلواتهم ورهبانيتهم وجوار الله ورسوله لايغير اسقف عن اسقفتيه، ولاراهب عن رهبانيته، ولاكاهن عن كهانته، ولايغير حق من حقوقهم ولاسلطانهم، ولاشيء مماكانوا عليه ما نصحوا او اصلحوا فيما عليهم غير مثقلين بظلمهم ولا ظالمين وكتب المغيرة' (۴۴)

حضور ﷺ نے اسقف بنی عبدالحارث ابن کعب ودیگر اساقفہ نجران کاہنوں اوران کے متبعین اور دیگر راہبوں کے لئے تحریر کیا جو کچھ ان کے قبضہ میں ہے کم یا زیادہ اوران کی عبادت گاہیں اور گرجا ان کے قبضے میں رہیں گے، اور وہ اپنی رہبانیت پر بدستور قائم رہیں گے، اور وہ اللہ اوراس کے رسول کی پناہ میں رہیں گے کسی پادری کو اس کے منصب سے اور کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے، اور کسی کاہن کو اس کی کہانت سے معزول نہیں کیا جائیگا، ان کے حقوق اور اقتدار میں، اور جو کچھ وہ کرتے چلے آئے ہیں اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوگا، جب تک کہ وہ خیر خواہی اور اصلاح میں۔

قبیلہ بنو حارث بن کعب کا قبول اسلام

اسی نجران میں بنوحارث بن کعب بن عبدالمدان نامی قبیلہ کا مرکز بھی تھا، یہ عرب کا مشہور جنگجو قبیلہ تھا اس قبیلہ کے بعض افراد نے یہودیت اور عیسائیت بھی اختیار کرلی تھی۔

حضور اقدس ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دیگر قبائل کیساتھ قبیلہ بنو حارث بن کعب کو بھی دعوت

اسلام دی تھی، لیکن شرف اولیت انکی قسمت میں نہ تھا، اس لیے اس موقع پر یہ اسلام نہ لائے (۴۵) بعد میں ربیع الاول ۱۰ ہجری میں حضور اقدس ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو خاص اسی قبیلہ میں بغرض دعوت اسلام بھیجا اور آپ ﷺ کی تلقین سے سارا کا سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا، حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان کے اسلام لانے کی اطلاع بذریعہ خط ان الفاظ میں تحریر کی:

لمحمد النبی رسول الله من خالد بن الولید السلام علیك یا رسول الله ورحمة الله وبرکاته فانی احمد الیك الله الذی لااله الاهواما بعد یا رسولؐ الله صلی الله علیك فانك بعثتنی الی بنی الحارث بن کعب وامرتنی اذا اتیتهم ان لا اقاتلهم ثلاثة ایام وان ادعوهم الی الاسلام فان اسلموا قبلت منهم وعلمتهم معالم الاسلام وکتاب الله وسنة نبیه وان لم یسلموا قاتلتهم، وانی قدمت الیهم فدعوتهم الی الاسلام ثلاثة ایام کما امرنی رسول الله او بعثت فیهم رکبانا یا بنی الحارث اسلموا فاسلموا ولم یقاتلوا وانا مقیم بین اظهرهم آمرهم بما امرهم الله به ، وانهاهم عما نهاهم الله عنه، واعلمهم معالم الاسلام وسنة نبیه ﷺ حتی یکتب الی رسول الله ﷺ والسلام علیك یارسول الله ورحمة الله وبرکاته (۴۶)۔

محمد نبی رسول اللہ ﷺ کیلئے خالد بن الولید کی جانب سے یارسول اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں آپ کے سامنے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اما بعد یارسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے بنو حارث بن کعب میں بھیجا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ جب میں وہاں پہنچوں تو ان سے تین روز تک جنگ نہ کروں اور ان کو اسلام کی دعوت دوں، اگر وہ اسلام لائیں تو انکے اسلام قبول کروں اور انکو تعلیمات اسلامی قرآن وسنت نبوی ﷺ سے روشناس کردوں، اور اگر اسلام نہ لائیں تو ان سے جنگ کروں چنانچہ میں انکے یہاں پہنچا اور انکو تین دن تک اسلام کی دعوت دی، اور

ہر چہار اطراف سوار دوڑائے اے بنو حارث اسلام لے آؤ تم محفوظ اور مامون رہو گے، چنانچہ وہ اسلام لے آئے اور انہوں نے جنگ سے گریز کیا، اب میں ان کے یہاں مقیم ہوں اور اللہ کے اوامر ونواہی سنت نبوی اور شعائر اسلام کی تعلیم دے رہا ہوں تا آنکہ مزید آپ کی جانب سے نیا ہدایت نامہ آئے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کے اس خط کے جواب میں حضور اقدس ﷺ نے ان کے نام ایک اور مکتوب تحریر فرمایا جس میں انکو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ بنو حارثہ کا ایک وفد تشکیل دیکر دربار رسالت میں اپنے ساتھ لائیں، خط کا مضمون اس طرح سے ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

من محمد النبی رسول الله الی خالد بن الولید سلام علیك فانی احمد الیك الله الذی لااله الا هو اما بعد فان كتابك جاء نی مع رسولك یخبر ان بنی الحارث بن كعب قد اسلموا قبل ان تقاتلهم واجابوا الی ما دعو تهم الیه من الاسلام وشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله، وان قدهداهم الله یهد ه فبشرهم انذرهم واقبل ولیقبل معك وفدهم والسلام علیك ورحمة الله وبركاته ۔(۴۷)۔

محمد النبی رسول اللہ کی جانب سے خالد بن الولیدؓ کے نام سلام علیک میں تمھارے سامنے اس اللہ کی حمد وثناء بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تمہارے قاصد کے ذریعے تمھارا مکتوب ملا جس میں بنو حارث بن کعب کے بغیر جنگ وجدل کے اسلام لانے کی اطلاع ہے اور یہ کہ ان لوگوں نے اسلام کی دعوت کو لبیک کہا، اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور محمد ﷺ کی عبدیت اور رسالت کی گواہی دی، اور یہ کہ اللہ نے انکو اپنی ہدایت سے نوازا ہے تم انکو خوشخبری دو اور ڈراؤ اور تم خود بھی واپس آجاؤ اور اپنے ساتھ ان کا ایک وفد بھی لے آؤ، والسلام علیک۔

چنانچہ حضرت خالد بن الولیدؓ نے بنو الحارث کا ایک وفد تشکیل دیا جس میں قیس بن الحصین، یزید بن عبدالمنان، یزید بن المحجل، عبداللہ بن قراد الزیادی، شداد بن عبداللہ، نسائی عمرو بن عبداللہ الضبابی وغیرہ شامل تھی اور اسے ساتھ لیکر خود بنفس نفیس مدینہ حاضر ہوئے، آنحضرت ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا:

من هؤلاء القوم كانهم رجال الهند یہ کون لوگ ہیں جو ہندی لگتے ہیں۔

چونکہ عرب میں ان کی شجاعت وکامرانی کا دور تک شہرہ تھا اس لیے آپ نے ان سے مزید استفسار کرتے ہوئے پوچھا:

بم كنتم تغلبون من قاتلكم فى الجاهلية ؟

زمانہ جاہلیت میں اپنے مدمقابل پر تمھارے غلبہ کے کیا اسباب تھے؟۔

انہوں نے جواب دیا ہم ہمیشہ باہمی اتفاق کیساتھ دشمن پر حملہ آور ہوتے تھے، اور کسی پر اپنی جانب سے ظلم کا آغاز نہیں کرتے تھے، پھر آپ نے قیس بن الحصینؓ کو ان کا امیر مقرر کیا، اور حضرت عمرو بن حزم کو بطور محصل والی اور معلم کے ان کے ہمراہ روانہ کیا، یہ لوگ شوال اور بعض روایات ک مطابق اوائل ذی القعدہ ۱۰ھ میں وطن واپس ہوئے۔

چنانچہ علامہ ابن عبدالبر الاستیعاب میں حضرت عمرو بن حزمؓ کے تذکرہ میں رقمطراز ہیں:

حضور ﷺ نے ان کو اہل نجران پر عامل بنایا تھا، اور اہل نجران سے مراد بنو حارث بن کعب ہیں اسوقت اسکی عمر ستر سال تھی تا کہ یہ ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں قرآن مجید کی تعلیم دین اور ان سے صدقہ وصول کریں یہ ۱۰ کا واقعہ ہے۔(۴۸)

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ:

ان کا سلسلہ نسبت قبیلہ خزرج سے ملتا ہے کنیت ابوضحاک تھی، سترہ سال کی عمر میں انکو اہل

نجران کے قبیلہ بنو حارث بن کعب معلم محصل اور عامل بنا کر بھیجا گیا، نیز شرحبیل بن عبد کلال، حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، قیل ذی رعین، ومعافر وہمدان کو حضور ﷺ نے صدقات ودیات کے بارے میں جو تفصیلی مکتوب ارسال فرمایا تھا وہ انہی کے ہمراہ بھیجا گیا تھا، قیام نجران میں آپ کے یہاں ایک صاحبزادے تولد ہوئے جن کا نام حضور اقدس ﷺ کے نامی نام پر محمد اور کنیت ابو سلیمان رکھی گئی ساتھ ہی حضرت عمرو بن حزمؓ صاحبزادے کی ولادت کی اطلاع بذریعہ خط حضور ﷺ کو بھیج دی اور اس میں مجوزہ نام بھی تحریر کر دیا چنانچہ علامہ ابن سعد لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ نے نجران الیمن میں عمرو بن حزمؓ کو عامل بنا کر بھیجا تھا وہاں حضور ﷺ کے عہد میں ۱۰ھ میں ان کے یہاں ایک بچہ کی ولادت ہوئی آپ نے اس کا نام محمد اور کنیت ابو سلیمان رکھی، اور یہ اطلاع تحریری طور پر حضور ﷺ کو دیدی آپ نے جواب میں تحریر فرمایا بچہ کا نام محمد مناسب ہے البتہ کنیت ابو عبد الملک رکھدو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا (۴۹)۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ (۵۰) میں تحریر فرما ہے کہ حضرت عمرو بن حزم کے صاحبزداے کی ولادت حضور ﷺ کے وصال سے دو برس قبل ہوئی تھی یہ بات درست نہیں اس لیے کہ مورخین بالاتفاق یہ تحریر کرتے ہیں کہ آپ کو ۱۰ ہجری میں نجران کا عامل بنا کر بھیجا گیا تھا اور اس بچہ کی ولادت نجران میں ہی ہوئی تھی۔

ان کی وفات کے بارے میں اختلاف رائے ہے بعض اکیاون دن بعض ترپن، بعض چون دن بیان کرتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ ان کا انتقال حضرت عمر بن الخطاب کے عہد خلافت میں مدینہ میں ہوا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔سیرۃ النبی ﷺ ج ۱ ص ۱۱۵۔
۲۔العرب قبل الاسلام ص ۱۱۹۔
۳۔معجم البلدان باب الیمن۔
۴۔مخالیف مخلاف کی جمع ہے یہ یمنی اصطلاح ہے جو آج کل صوبہ یا ضلع کے مترادف ہے،مخلاف میں متعدد بستیاں دیہات اور زرعی علاقہ شامل ہوتے تھے اور اس کا صدر مقام بھی ہوتا تھا،تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو معجم البلدان مقدمہ ص ۳۷،اور تاج العروس مادہ خلف ص ۲،
۵۔تاریخ یعقوبی ج ۱ص ۲۲۷۔
۶۔تاج العروس مادہ یمن۔
۷۔معجم البلدان باب الیمن۔
۸۔العرب قبل الاسلام۔
۹۔البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۳۲۔
۱۰۔بخاری ج ۲ ص ۶۳۔
۱۱۔تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۱۷۸،۳۲۸۔
۱۲۔ترمذی کتاب التفسیر ج ۲ ص ۱۵۴۔
۱۳۔البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۱۵۹،تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو الطبقات الکبری ج ۱ص ۱۴۵۔
۱۴۔الاصابہ فی تذکرۃ الصحابہ تذکرہ عبداللہ بن قیس الاستیعاب ج ۲ ص ۳۷۱۔
۱۵۔ واضح رہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ کا تعلق قبیلہ مذحج کی شاخ بنوعنیس سے تھا۔
۱۶۔جوامع السیدہ لابن حزم ص ۸۱۔
۱۷۔طبقات ابن سعد ج ق ۲ ص ۱۶۔
۱۸۔شرح الزرقانی علی المواہب ج ۳ ص ۳۶۳۔
۱۹۔تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو المعارف ابن قتیبہ ص ۲۷۸۔
۲۰۔طبقات ابن سعد ج ق ۲ ص ۸۴۔
۲۱۔الاصابہ تذکرہ زرعہ۔

۲۲۔الاصابہ والاستیعاب تذکرہ عبدالعزیز۔

۲۳۔نسائی ج ۲ ص ۲۵۱۔

۲۴۔البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۷۶۔

۲۵۔تجرید اسماء الصحابہ ج ا ص ۳۸۰۔

۲۶۔ایضاً ج ا ص ۴۲۵۔

۲۷۔ایضاً ج ۲ ص ۱۱۰ طبقات ابن سعد ج ا ق ۲ ص ۳۳۔

۲۸۔طبقات ابن سعد ج ا ق ۲ ص ۳۳۔

۲۹۔تجرید اسماء الصحابہ تذکرہ حوشب۔

۳۰۔طبقات ابن سعد ج ا ق ۲ ص ۲

۳۱۔طبقات ابن سعد ج ا ق ا ص ۳۲۔

۳۲۔طبقات ابن سعد ج ا ق ۲ ص ۸۴۔

۳۳۔ایضاً۔

۳۴۔طبقات ابن سعد ج ا ق ۲ ص ۸۴۔

۳۵۔البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۷۵۔

۳۶۔سنن نسائی ج ۲ ص ۲۵۱۔

۳۷۔مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۷۔

۳۸۔ترمذی ج ۲ ص ۴۴۔

۳۹۔البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۵۳۔

۴۰۔معجم البلدان باب نجران۔

۴۱۔ایضاً۔

۴۲۔بخاری ج ۲ ص ۲۹۔

۴۳۔البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۵۵۔

۴۴۔طبقات ابن سعد ج ا ق ۲ ص ۳۱۔

۴۵۔البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۹۵۔

۴۶۔طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۹۸۔

۴۷۔الاستیعاب ج۲ص۵۱۷۔
۴۸۔شرح زرقانی ج۳ ص۳۴۳،مجمع الزوائد ج۳ص۷۱۔
۴۹۔وثیقہ نمبر۱۰۶الف،ب۔
۵۰۔تفصیل کیلیے ملاحظہ ہوں تجرید اسماء الصحابہ،الاستیعاب،الاصابہ اور اسد الغابہ میں تذکرہ عمرو بن حزم۔